کائنات نجم مرتبہ ڈاکٹر تقی عابدی پر ایک طائرانہ نظر

ڈاکٹر ظفر حیدری، ہمدانیہ کالونی، بمنہ، سرینگر

''کائنات نجم'' علامہ نجم آفندی (۱۸۹۳۔۱۹۷۵ء) شاعر اہلِ بیت پر ایک ضخیم علمی ادبی اور تحقیقی کارنامہ ہے جسے ڈاکٹر تقی عابدی (کینڈا) نے چند روز قبل شائع کیا، کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے، جلد اول میں سات اور جلد دوم میں سات ابواب ہیں، اس طرح دونوں جلدوں میں چہار دہ معصومین کی نسبت سے چودہ ابواب ہیں، جلد اول میں ۹۴۴ اور جلد دوم میں ۸۰۴ صفحے ہیں، کائنات نجم کی دونوں جلدوں میں ۱۷۴۸ صفحات ہیں۔

جلد دوم رثائی ادب پر مشتمل ہے، اس میں نجم کے سلام، مرثیے اور طرز جدید کے نوحے وغیرہ ہیں، ڈاکٹر تقی عابدی، شاکر پروین، پروفیسر کمال الدین ہمدانی اور افضال حسین نقوی کے شاندار تجزیے ہیں۔

نجم کا نام مرزا تجمل حسین، تخلص نجم، عرفیت نجم آفندی، گھریلو نام نادر مرزا تھا، ان کے والد مرزا عاشق حسین تخلص بزم اکبر آبادی تھے، بزم اپنے ماموں اردو کے مشہور شاعر منیر شکوہ آبادی کے شاگرد تھے، نجم کے دادا مرزا عباس ملیح مشہور شاعر مرزا فصیح لکھنوی کے بھتیجے تھے، اسی لیے نجم فخریہ کہتے تھے۔

نجم ہوں خاک پائے مسند آرائے فصیح
مدح کی دولت ملی ہے ورثۂ اجداد سے

نجم آفندی قادر الکلام شاعر تھے، مداحِ اہلِ بیت میں اپنی ساری زندگی گزار دی، مولانا نصیر الملت نے انہیں شاعر اہلِ بیت کا خطاب دیا تھا اور یہ خطاب ان کے کلام کا جزو بن گیا، موصوف گزشتہ صدی کے مداحِ آلِ محمدؐ میں ''سنگ میل'' کا درجہ رکھتے تھے، انہوں نے مدح و رثاء کو ایسا نیا رنگ دیا ہے، جس کی چھاپ ان کے ہر مصرعے پر نظر آتی ہے، نجم کو ہر صنف سخن میں مہارت حاصل تھی، انہوں نے غزلیں کہیں نظمیں کہیں، مرثیے اور نوحے بھی کہے، ان کی نوحہ گوئی کا طرز اسلوب بے مثال ہے جس کے وہ خود بانی مبانی تھے، نجم کی بھاشا کی نظم ''کربل پوتھی'' بڑی موثر ثابت ہوئی اور اس کے غیر معمولی اثرات دیکھنے میں آئے، ایک شعر یہ ہے۔

پھر خون مسلماں کا نہ ہندو کا بہے گا
شبیرؑ کے صدقے میں سدا میل رہے گا

نجم کے نوحوں نے تبلیغ حسینیت کی وہ ضرورت پوری کی جو اس دور میں بغیر ان کے نوحوں کے پوری نہیں ہو رہی تھی، اردو کے ممتاز ناقدین نے ان کے نوحوں پر تفصیلی تبصرے لکھے، ان میں شاکر پروین قابل ذکر ہیں۔

نجم آفندی شیعہ ایجی ٹیشن (Agitation) میں جیل بھی گئے تھے، جیل میں جو نظمیں لکھی گئی تھیں اس کا ایک مجموعہ ''شاعر اہلِ بیت جیل میں'' کے عنوان سے ۱۹۳۹ء میں ''مکتبہ ناصری'' گولہ گنج لکھنو نے شائع کیا تھا، نجم آل انڈیا شیعہ پولیٹکل کانفرنس کے جلسوں میں بھی شرکت کرتے تھے، الہ آباد کے ایک اجلاس میں جو زیر صدارت مرحوم راجا ابو جعفر صاحب ہوا تھا، اس میں نجم صاحب نے ایک نظم پڑھی، ایک بزرگوار نے کانفرنس کو ساڑھے چار ہزار روپے دیے اور اصل نظم جو بخط نجم تھی وہ خرید لی۔